29اگست 1961

از عدالت الاعظمیٰ

دیوتا پرساد سنگھ چودھری اور دیگران

بنام

عزت مآب چیف جسٹس اور پٹنہ ہائی کورٹ کے جج

(بی۔ پی۔ سنہا، چیف جسٹس، ایس۔ کے۔ داس، اے۔ کے۔ سرکار، این راجا گوپالا آئینگر اور جے۔ آر۔ مدھولکر، جسٹسز)

مختار۔ دیوانی عدالت میں پریکٹس کا حق۔ لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ، 1879 (XVIII آف 1879) دفعات 9، 11۔ پٹنہ ہائی کورٹ کے جنرل رولز اور سرکیولر آرڈرز، باب III، پارٹ VII، قاعدہ 2۔

لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ 1879 کی دفعہ 9 کے تحت مختار کو کسی بھی دیوانی عدالت میں پریکٹس کرنے کا حق حاصل ہے اور اس کی دفعہ 11 ہائی کورٹ کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے مختار کے "افعال، اختیارات اور فرائض" کے بارے میں قواعد وضع کرے۔ دفعہ 11 کے تحت وضع کردہ قاعدہ 2 میں کہا گیا ہے کہ مختار کو عدالت کی اجازت کے بغیر کسی بھی دیوانی عدالت سے خطاب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی سوائے اس مقصد کے کہ وہ اپنی درخواست کی نوعیت اور اثر کو بیان کرے یا کوئی قانونی دلیل پیش کرے یا کسی گواہ سے پوچھ گچھ کرے۔ درخواست گزاروں نے موقف اختیار کیا کہ قاعدہ 2 دفعہ 11 کے تحت قانون سازی کے اختیارات سے زیادہ ہے اور آئین کے آرٹیکل 19(1)(جی) کے تحت ان کے حقوق پر غیر معقول پابندی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ایکٹ کی دفعہ 9 اور 11 کو ایک ساتھ پڑھا جانا چاہئے اور دفعہ 9 کے تحت دیئے گئے ''پریکٹس'' کے حق کو 'مختاروں کے افعال، اختیارات اور فرائض' سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے جیسا کہ دفعہ 11 کے تحت غور کیا گیا ہے۔ مختار کے افعال، اختیارات اور فرائض کا اعلان کرتے ہوئے ہائی کورٹ اپنے قواعد کے ذریعے انہیں محدود کرسکتی ہے تا کہ دیوانی عدالتوں میں ان کے پریکٹس کے حق کو ریگولیٹ کیا جاسکے، اور اس طرح کی حد بندی ایکٹ کے تحت اجازت شدہ پیشے پر عمل کرنے کے ان کے بنیادی حق کی خلاف ورزی نہیں ہے۔

اشونی کمار گھوش بنام اربندا بوس، (1953) ایس سی آر 1، نے وضاحت کی اور ممتاز کیا۔

اصل دائرہ اختیار : 1958 کی پٹیشن نمبر 117۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت عرضی۔

درخواست گزاروں کی طرف سے آر۔ کے۔ گرگ، ایم۔ کے۔ راما مورتھی، ایس۔ سی۔ اگروالا اور ڈی۔ پی۔ سنگھ شامل ہیں۔

مدعا علیہ پیش نہیں ہوا۔

29 اگست 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس ایس کے داس : یہ بہار اسٹیٹ مختار ایسوسی ایشن پٹنہ اور اس کے نائب صدر اور جنرل سکریٹری کی طرف سے ایک عرضی دائر کی ہے۔ عرضی پر یکطرفہ سماعت کی گئی ہے کیونکہ پٹنہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور ججوں کی طرف سے کوئی پیشی نہیں ہوئی ہے۔

درخواست گزاروں کی دلیل ہے کہ پٹنہ ہائی کورٹ نے 1922 میں لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ، 1879 (ایکٹ XVIII آف 1879) کی دفعہ 11 کے تحت ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے

والے مختاروں کے افعال، اختیارات اور فرائض کے سلسلے میں بنائے گئے کچھ قواعد اب غیر قانونی اور کالعدم ہیں، کیونکہ وہ آئین ہند کے آرٹیکل 19 (آئی) (جی) کے تحت ضمانت شدہ درخواست گزاروں کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور اس کی شق (6) سے محفوظ نہیں ہیں۔ درخواست گزاروں نے خاص طور پر مذکورہ ہائی کورٹ کی جانب سے ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت بنائے گئے رول 2 کے جواز کو چیلنج کیا ہے اور اسے پٹنہ ہائی کورٹ آف جسٹس 1922 کے جنرل رولز اور سرکلر آرڈرز کے باب III، حصہ VII میں شامل کیا گیا ہے۔ درخواست گزاروں نے استدعا کی ہے کہ اس عدالت کی جانب سے ایک مناسب رٹ، ہدایت یا حکم جاری کیا جائے جس میں یہ اعلان کیا جائے کہ مذکورہ بالا قاعدہ 2 غیر آئینی ہے اور اس لیے کالعدم اور غیر فعال ہے۔ ہم فی الحال اس قاعدے کو پڑھیں گے۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے کچھ ایسے حقائق بیان کیے جاسکتے ہیں جن پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

درخواست گزاروں کا کہنا ہے کہ بہار اسٹیٹ مختار ایسوسی ایشن تقریبا 30 سال پہلے تشکیل دی گئی تھی جس کا مقصد ریاست بہار میں عام طور پر مختاروں کے مفادات کا تحفظ کرنا تھا جو قانون کی دفعہ 3 کے تحت پٹنہ ہائی کورٹ کے ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرتے ہیں۔ اپنی مختلف سالانہ کانفرنسوں میں مذکورہ ایسوسی ایشن نے ماتحت دیوانی عدالتوں میں مختارے کے وکالت کے حق پر رول 2 کے تحت عائد پابندی کو ختم کرنے کے لئے ہائی کورٹ سے رجوع کرنے کی قراردادیں منظور کیں۔ بلند و بالا۔ عدالت نے اس پابندی کو ختم نہیں کیا۔ 27 جولائی 1958ء کو ایسوسی ایشن کی ایگزیکٹو کمیٹی کے ہنگامی اجلاس میں آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت سپریم کورٹ جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ موجودہ رٹ پٹیشن اسی قرارداد کی روشنی میں دائر کی گئی ہے۔

مختاروں کا اندراج ایکٹ کی کچھ دفعات کے تحت کیا جاتا ہے جس کا اب حوالہ دیا جانا ضروری ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت ''ماتحت عدالت'' سے مراد ہائی کورٹ کے ماتحت تمام عدالتیں ہیں جن میں 1850 کے ایکٹ 9 یا 1865 کے ایکٹ الیون کے تحت قائم چھوٹی وجوہات کی عدالتیں بھی شامل ہیں۔ ''لیگل پریکٹیشنر'' سے مراد کسی ہائی کورٹ کا وکیل، وکیل یا وکیل، وکیل، مختار یا ریونیو ایجنٹ ہوتا ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 6 ہائی کورٹ کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً کچھ معاملات کے سلسلے میں ایکٹ کے مطابق قواعد وضع کرے جس میں دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ مناسب افراد کی قابلیت، داخلہ اور سرٹیفکیٹ

شامل ہیں۔ ماتحت عدالتوں کے مختار۔ ایسا لگتا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت بنائے گئے ایک قاعدے کے تحت پٹنہ ہائی کورٹ نے یہ طے کیا ہے کہ کوئی بھی شخص جو ہائی کورٹ کے ذریعہ تشکیل دی گئی کمیٹی سے یہ سرٹیفکیٹ پیش کرے گا کہ اس نے مختارشپ امتحان کے لئے وقتاً فوقتاً ہائی کورٹ کے ذریعہ مقرر کردہ مضامین میں امتحان پاس کیا ہے تو اسے ہائی کورٹ کے ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے کے لئے مختار کے طور پر داخلہ دیا جاسکتا ہے۔ قاعدہ 10 نے ان مضامین کا تعین کیا جن میں امتحان ہونا تھا۔ اس امتحان کو مختار جہاز کا امتحان کہا جاتا تھا۔ اسے 48-1947 میں ختم کر دیا گیا تھا۔ ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت ہائی کورٹ نے مختاروں کو سرٹیفکیٹ دینے کے لئے کچھ قواعد بنائے جنہوں نے داخلے کے لئے ضروری امتحان پاس کیا تھا۔ دفعہ 7 میں ایسے سرٹیفکیٹس کی سالانہ تجدید کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ درخواست گزاروں کے وکیل کی دلیل بنیادی طور پر دفعہ 9 کی دفعات پر منحصر ہے اور ان کا مکمل حوالہ دیا جانا چاہیئے۔

دفعہ 7 کے تحت جاری کردہ سرٹیفکیٹ رکھنے والا ہر مختار کسی بھی دیوانی یا فوجداری عدالت میں اندراج کے لئے درخواست دے سکتا ہے اور اسی حدود کے اندر رہ سکتا ہے۔ اور، ایسے قواعد کے تابع جو ہائی کورٹ وقتاً فوقتاً اس سلسلے میں بناسکتی ہے، پریزائیڈنگ جج اس کے مطابق اس کا اندراج کرے گا۔ اور اس کے بعد وہ ایسی کسی بھی دیوانی عدالت اور اس کے ماتحت کسی بھی عدالت میں مختار کی حیثیت سے پریکٹس کرسکتا ہے، اور (ضابطہ فوجداری کی دفعات کے تابع) ایسی کسی بھی فوجداری عدالت اور اس کے ماتحت کسی بھی عدالت میں پیش ہوسکتا ہے، وکالت کرسکتا ہے اور کام کرسکتا ہے۔

دفعہ 10 میں کہا گیا ہے کہ ایکٹ کے ذریعہ فراہم کردہ یا فی الحال نافذ کسی اور قانون کے علاوہ، کوئی بھی شخص کسی بھی عدالت میں مختار کے طور پر پریکٹس نہیں کرے گا جب تک کہ اس کے پاس دفعہ 7 کے تحت جاری کردہ سرٹیفکیٹ نہ ہو اور ایسی عدالت یا کسی ایسی عدالت میں اندراج نہ ہو جس کے ماتحت ہو۔ اس کے بعد دفعہ 11 آتا ہے جس کے تحت متنازعہ قاعدہ بنایا گیا تھا۔ یہ دفعہ ان شرائط میں ہے۔

تحت ضابطہ دیوانی میں کچھ بھی موجود ہونے کے باوجود ہائی کورٹ وقتاً فوقتاً ایسے قوانین بنا سکتا ہے جن میں ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے مختاروں کے افعال، اختیارات اور فرائض کا اعلان کیا جائے گا۔

پٹنہ ہائی کورٹ نے ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے مختاروں کے افعال، اختیارات اور فرائض کی وضاحت کرتے ہوئے متعدد قواعد بنائے۔ ان اصولوں میں سے ایک قاعدہ 2 ہے جو ان شرائط میں ہے۔

" قاعدہ :2 مختار کو کسی بھی دیوانی عدالت سے خطاب کرنے کی اجازت نہیں ہوگی سوائے اس مقصد کے کہ وہ اپنی درخواست کی نوعیت اور اثر کو بیان کرے یا کوئی قانونی دلیل پیش کرے یا خصوصی طور پر دی گئی عدالت کی اجازت کے بغیر کسی بھی معاملے کا جائزہ لے۔

درخواست گزاروں کے فاضل وکیل کی دلیل یہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایکٹ کی دفعہ 9 ہر مختار کو دفعہ 7 کے تحت جاری کردہ سرٹیفکیٹ رکھنے والے ہر مختار کو ہائی کورٹ کے ماتحت کسی بھی سول یا فوجداری عدالت میں اندراج کے لئے درخواست دینے کا حق دیتا ہے اور قواعد کے مطابق اندراج پر، اسے کسی بھی دیوانی عدالت اور اس کے ماتحت عدالتوں میں مختار کے طور پر پریکٹس کرنے کا حق حاصل ہے اور اسے مزید پیش ہونے کا حق حاصل ہے۔ کسی بھی فوجداری عدالت میں وکالت اور کارروائی کریں. درخواست گزاروں کے وکیل نے دلیل دی ہے کہ پریکٹس کے اس حق پر قدغن نہیں لگائی جاسکتی اور دفعہ 11 جو ہائی کورٹ کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے مختاروں کے افعال، اختیارات اور فرائض کے بارے میں قواعد بنائے، ہائی کورٹ کو ایسا کوئی قاعدہ بنانے کا اختیار نہیں دیتا جو دفعہ 9 کے تحت دیے گئے حق کو محدود کرے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ قانون مختار کے دیوانی عدالتوں میں پریکٹس کرنے کے حق کو اس حد تک محدود کرتا ہے کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ مختار کو کسی بھی دیوانی عدالت سے خطاب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی سوائے اس مقصد کے کہ وہ اپنی درخواست کی نوعیت اور اثر کو بیان کرے یا کوئی قانونی دلیل پیش کرے یا عدالت کی اجازت کے بغیر کسی گواہ سے پوچھ گچھ کرے۔ انہوں نے پہلی بات تو یہ کہی کہ یہ قانون دفعہ 11 کے تحت قانون سازی کے اختیارات سے زیادہ ہے اور دوسرا یہ کہ آئین کے آرٹیکل 19 (آئی) (جی) کے تحت دیے گئے حق پر غیر معقول پابندی ہے۔

فیصلے کے لئے سادہ سا سوال یہ ہے : کیا متنازعہ قانون قانون کی دفعہ 11 کے تحت ہائی کورٹ کو دیئے گئے اختیارات سے زیادہ ہے؟ اگر یہ قانون قانون کے اندر ہے، تو واضح طور پر درخواست گزاروں

کے کسی بنیادی حق کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔ درخواست گزاروں کو ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے کا حق اس ایکٹ کے ذریعہ بنایا گیا تھا۔ ہمارے سامنے پیش کیے گئے دلائل میں اس قانون کی دفعہ 11 کے آئینی جواز کو کوئی چیلنج نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اگر مناسب تعمیر کی صورت میں اس دفعہ نے ہائی کورٹ کو مختاروں کے پریکٹس کے حق کو ریگولیٹ کرنے کے قابل بنایا تو ضمانت شدہ حق پر غیر معقول پابندی کی اجازت دی گئی تھی۔ ہمارے سامنے شکایت یہ تھی کہ قانون کی دفعہ ۱۱ کے تحت مذکورہ قاعدہ 2 کو جائز نہیں ٹھہرایا گیا تھا۔ لہٰذا، ہمیں صرف ایک سوال پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا مذکورہ قاعدہ ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت دیے گئے اختیارات سے زیادہ ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ متنازعہ قاعدہ واضح طور پر اس اختیار کے اندر ہے۔ درخواست گزاروں کے وکیل نے دفعہ 9 کے تحت دیئے گئے پریکٹس کے حق اور دفعہ 11 میں بیان کردہ افعال، اختیارات اور فرائض کے درمیان فرق کرنے کی کوشش کی ہے۔ اشونی کمار گھوش اور دیگر بنام اربندا بوس اور دیگر (1953) ایس سی آر 1) میں اکثریت کے فیصلے پر بھروسہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ پریکٹس کرنے کے حق کا مطلب ماتحت عدالتوں میں پیش ہونے اور درخواست دینے کے ساتھ ساتھ درخواست گزاروں کی طرف سے کام کرنے کا حق ہے۔ ماتحت عدالتوں میں کام کرنے والے مختاروں کے افعال، اختیارات اور فرائض کے حوالے سے ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت قواعد بنانے کے ہائی کورٹ کے اختیار کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہائی کورٹ قواعد بنا کر دفعہ 9 کے تحت دیے گئے حق کو نافذ کر سکتی ہے، لیکن وہ اس حق کو محدود نہیں کر سکتی۔ لہٰذا جب ہائی کورٹ نے مختاروں کے دیوانی عدالتوں میں وکالت کرنے کے حق کو محدود کرنے والا قاعدہ بنایا تو اس نے دفعہ 11 کے تحت دیے گئے اختیارات سے زیادہ کچھ کیا۔

ہم اس دلیل کو صحیح ماننے سے قاصر ہیں۔ ایکٹ کی دفعہ 9 اور 11 کو ایک ساتھ پڑھا جانا چاہیئے اور دفعہ 9 کے ذریعہ دیئے گئے عمل کے حق کو دفعہ 11 میں ذکر کردہ مختاروں کے افعال، اختیارات اور فرائض سے الگ کرنا غلط ہوگا۔ درخواست گزاروں کے فاضل وکیل ان دونوں دفعات کو اس طرح پڑھ رہے ہیں جیسے اونو دفعہ مکمل حق دیتا ہے اور دوسرا دفعہ صرف اس حق کو عملی جامہ پہنانے کے لیے قواعد بنانے کا اختیار دیتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ دونوں حصوں کا صحیح مطالعہ ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ دفعہ 9 کے تحت مختار کے دیوانی عدالتوں میں وکالت کرنے کے حق اور کسی بھی فوجداری عدالت میں پیش ہونے، وکالت کرنے اور کام کرنے کے اس کے حق کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔ واضح الفاظ میں دفعہ 9 ہر مختار

کو کسی بھی فوجداری عدالت میں پیش ہونے، وکالت کرنے اور کارروائی کرنے کا حق دیتی ہے۔ تاہم، یہ دیوانی عدالت میں اس طرح کا لامحدود حق نہیں دیتا ہے۔ اس کے برعکس، اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ اندراج کے بعد مختار کسی بھی دیوانی عدالت میں پریکٹس کر سکتا ہے،لیکن دفعہ 11 کے تحت ہائی کورٹ یہ بیان کر سکتی ہے کہ ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے مختاروں کے کام، اختیارات اور فرائض کیا سمجھے جائیں گے۔ یہ بات ہمارے لیے واضح ہے کہ ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے مختاروں کے افعال اور اختیارات کا بیان کرتے ہوئے ہائی کورٹ ان کو اس حد تک محدود کر سکتی ہے کہ پریکٹس کے حق کو ریگولیٹ کیا جا سکے۔ افعال اور اختیارات کو عمل کرنے کے حق سے الگ کرنا غلط ہوگا۔عمل کرنے کا حق افعال اور اختیارات پر منحصر ہونا چاہئے. یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 11 میں استعمال ہونے والا اظہار انڈین بار کونسل ایکٹ، 1926 (ایکٹ XXXVIII آف 1926) کی دفعہ 15 میں استعمال ہونے والے اظہار سے کہیں زیادہ وسیع ہے، جو بار کونسل کو ہائی کورٹ کے وکیلوں کے حقوق اور فرائض کو فراہم کرنے اور ریگولیٹ کرنے کے لئے قواعد بنانے کا اختیار دیتا ہے۔ہمیں نہیں لگتا کہ اشونی کمار گھوش بنام اربندا بوس ((1953) ایس سی آر 1) کے اکثریتی فیصلے سے درخواست گزاروں کو کوئی فائدہ ہوا ہے۔ یہ فیصلہ سپریم کورٹ ایڈووکیٹس (ہائی کورٹس میں پریکٹس) ایکٹ، 1951 کی دفعہ 2 کی تشریح پر منحصر تھا۔ اس دفعہ میں کہا گیا تھا کہ بار کونسل ایکٹ یا کسی دوسرے قانون میں ایسی شرائط کے باوجود جس کے تحت کسی شخص کو ہائی کورٹ میں وکالت کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، سپریم کورٹ کے ہر وکیل کو کسی بھی ہائی کورٹ میں وکالت کرنے کا حق حاصل ہوگا چاہے وہ ہائی کورٹ کا وکیل ہو یا نہ ہو۔ اکثریت نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ ہائی کورٹ کا ایک قاعدہ جس میں سپریم کورٹ کے ایک وکیل کو اپنے فرائض کا ایک لازمی حصہ استعمال کرنے کے حق سے محروم کر دیا گیا تھا، اصل فریق پر دوہری ایجنسی پر زور دے کر، عمل کے اصول سے کہیں زیادہ ہے اور اس طرح کے اصول بنانے کے ان کے قانونی حق اور طاقت پر سنگین حملہ ہے۔ جب تک کہ واضح طور پر محفوظ نہ ہو، مذکورہ بالا دفعہ 2 کے ذریعہ دیئے گئے حق کے منافی تھا۔غور طلب بات یہ ہے کہ اکثریت کا ماننا ہے کہ جب تک قانون کے ذریعہ اختیارات کو واضح طور پر محفوظ نہیں کیا جاتا ہے، سپریم کورٹ ایڈووکیٹس (ہائی کورٹس میں پریکٹس) ایکٹ، 1951 کی دفعہ 2 کے تحت دیئے گئے حق کے منافی کوئی قاعدہ نہیں بنایا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایکٹ کی دفعات 9 اور 11 کو ایک ساتھ پڑھا جانا چاہئے اور دفعہ 11 میں بیان کردہ افعال اور اختیارات کو دفعہ 9 میں بیان کردہ عمل کے حق سے الگ نہیں کیا جانا چاہئے، تو یہ کافی واضح ہے کہ دفعہ 11 واضح طور پر ہائی کورٹ

کے اختیارات کومحفوظ رکھتا ہے کہ وہ اپنے فرائض کا بیان کرتے ہوئے قواعد بنائے۔ ماتحت عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے مختاروں کے اختیارات اور فرائض۔ اگر یہ قانون کی دفعہ 9اور 11 کی صحیح تشریح ہے، تو اشونی کمار گھوش بنام اربندا بوس ((1953) ایس سی آر 1) میں اکثریت کے ذریعہ طے کردہ اصول موجودہ معاملے میں درخواست گزاروں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر ہمارا ماننا ہے کہ قانون کی دفعہ 11 کے تحت ہائی کورٹ کے ذریعہ بنائے گئے قواعد کا قاعدہ 2 قواعد بنانے کے اختیارات سے زیادہ نہیں ہے اور درخواست گزار اس پیشے پر عمل کرنے کے اپنے بنیادی حق کی خلاف ورزی کی شکایت نہیں کرسکتے ہیں جس میں انہیں ایکٹ کی دفعات کے تحت اندراج کیا گیا ہے۔ درخواست ناکام ہوجاتی ہے اور اسی کے مطابق خارج کردی جاتی ہے۔ چونکہ جواب دہندگان کی طرف سے کوئی پیشی نہیں ہوئی ہے، لہذا اخراجات کے لئے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

درخواست مسترد کردی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document